ادب　آرٹ　کلچر

سویرا ۹۷

مدیر:

محمد سلیم الرحمٰن

ریاض احمد

قوسین
سویرا

1-124C، فیصل ٹاؤن، لاہور (پاکستان)

riazahmadc45@gmial.com

فون: 042-35165309

میرزا اسداللہ خاں غالبؒ

ترجمہ وحواشی: معین نظامی

بیانِ نموداریِ شانِ نبوّت و ولایت کہ درحقیقت پرتوِ نورُالانوارِ حضرتِ الوہیت است

شانِ نبوّت وولایت کے ظہور کا بیان، جوحقیقت میں
بارگاہِ الٰہی کے نُورُالانوارِ کا پَرتو ہے

بعدِ حمدِ ایزد و نعتِ رسول   می نگارم نکتہ ای چند از اُصول
اللہ تعالیٰ کی حمد اور رسولِ کریم ﷺ کی نعت کے بعد/ مَیں کچھ اصولی نکات لکھتا ہوں

تا سوادش بخشَد اندر رسم و راہ   دیدہ وَر را سُرمہ، اعمیٰ را نگاہ
تاکہ یہ تحریر، معاملات میں/ اہلِ نظر کو سُرمہ اور بے بصیرت کو بینائی عطا کرے

حق بوَد حق، کآمد از نورش پدید   آسمان ہا و زمین ہا را کلید
حق ہے، حق ہے جو خدا کے نُور سے ظاہر ہوا/ وہ آسمانوں اور زمینوں کی کنجی ہے

نُورِ محض و اصلِ ہستی ذاتِ اوست   ہر چہ جُز حق بینی از آیاتِ اوست
خدا کی ذات سراسر نُور اور موجودات کی اصل ہے/ حق کے سوا جو کچھ بھی تمھیں دکھائی دیتا ہے، وہ اس کی نشانیوں میں سے ہے

تا بہ خلوت گاہِ غیبُ الغیب بُود   حُسن را اندیشہ سر دَر جیب بُود
وہ حُسن جب تک غیبُ الغیب کے خلوت کدے میں تھا/ اس کا خیال سر بہ گریباں تھا

صورتِ فکر این کہ باری چون کُند   تا زِ جَیبِ غیب سر بیرون کُند
اسے یہی سوچ تھی کہ وہ کیا تدبیر کرے/ کہ گریبانِ غیب سے پردۂ ظہور میں آجائے

جلوہ کرد از خویش ہم بر خویشتن ٭ داد خلوت را فروغِ انجمن
چنانچہ اس نے خود پر ہی اپنی جلوہ گری کی / اور خلوت کو جلوت کی رونق عطا کی

جلوۂ اوّل کہ حق بر خویش کرد ٭ مشعل از نُورِ محمد ﷺ پیش کرد
حق نے خود پر جو پہلا جلوہ کیا / تو محمد ﷺ کے نُور کی مشعل سامنے رکھ دی

شد عیان زان نُور در بزمِ ظہور ٭ ہر چہ پنہان بود از نزدیک و دور
بزمِ ظہور میں دور و نزدیک جو کچھ بھی پنہاں تھا / اُس نُور سے عیاں ہوگیا

ہمچو آن ذرّات کاندر تابِ مہر ٭ از نقابِ غیب بنمایند چہر
ان ذرّوں کی طرح جو سورج کی روشنی میں / غیب کے پردے میں سے چہرہ نمائی کرنے لگتے ہیں

مہر بر ذرّات پَرتو اَفگن است ٭ عالَم از تابِ یک اختر روشن است
سورج ذرّوں پر عکس ڈالتا ہے / کائنات ایک ستارے کی چمک سے روشن ہے

نُورِ حق است احمد ﷺ و لمعانِ نُور ٭ از نبی ﷺ در اولیاءؒ دارد ظہور
احمد ﷺ اللہ کا نُور ہیں اور نُور کی دمک / نبی ﷺ سے اولیاءؒ میں ظاہر ہوتی ہے

ہر ولی پَرتَو پذیر است از نبی ﷺ ٭ چون مَہ از خور مُستنیر است از نبی ﷺ
ہر ولی نبی ﷺ سے نُور جذب کرتا ہے / جیسے چاند سورج سے، اسی طرح اولیاءؒ نبی ﷺ سے روشنی حاصل کرتے ہیں

جلوۂ حُسنِ ازل مستور نیست ٭ لیک اعمیٰ را نصیب از نُور نیست[۲]
حُسنِ ازل کے جلوے چھپے ہوئے نہیں ہیں / لیکن اندھا نُور سے محروم رہتا ہے

از نبی ﷺ و از ولی خواہی مدد ٭ تا نپنداری کہ ناجائز بوَد
آپ نبی ﷺ اور ولی سے مدد مانگتے ہیں / تو ہرگز یہ نہ سمجھیے کہ یہ عمل ناجائز ہے

بر نیاید کار بی فرمانِ شاہ ٭ لیک آئینہاست با خاصانِ شاہ
بادشاہ کے فرمان کے بغیر کام نہیں بنتا / لیکن کچھ اختیارات بادشاہ کے مقرّبین کو بھی حاصل ہوتے ہیں

ہر کہ اُو رَا نُورِ حق نیرو فزاست ہر چہ از وی خواستی، ہم از خداست
جس ہستی کی قوت کا سرچشمہ اللہ کا نُور ہے/ اس سے جو کچھ بھی مانگیں، وہ خدا ہی سے مانگنا ہے

بر لبِ دریا گر آبی خوردہ ای آب از موجے بہ جام آوردہ ای
اگر آپ نے سمندر کے کنارے کچھ پانی پیا ہے/ تو وہ پانی کسی موج کے وسیلے سے ہی آپ کے جام میں آیا ہے

آب از موج آید اندر جامِ تُو لیکن از دریا بوَد آشامِ تُو
پانی موج ہی کے ذریعے آپ کے جام میں آتا ہے/ لیکن آپ جو کچھ بھی پیتے ہیں، سمندر ہی سے پیتے ہیں

وقتِ حاجت ہر کہ گوید ''یا علیؑ'' با حقش کار است و پوزش با علیؑ
حاجت کے وقت اگر کوئی شخص ''یا علیؑ'' کہتا ہے/ تو اس کا معاملہ خدا سے ہے اور روئے سخن علیؑ کی طرف

''یا محمد ﷺ'' جان فزاید گفتنش ''یا علیؑ'' مشکل کشاید گفتنش
اس کے ''یا محمد ﷺ'' کہنے سے روح کو فرحت ملتی ہے/ اس کے ''یا علیؑ'' کہنے سے مشکل آسان ہو جاتی ہے

چون اعانت خواہی از یزدانِ پاک ''یا مُعینَ الدین''[3] اگر گوئی، چہ باک
جب آپ خدائے پاک سے مدد مانگ رہے ہوں/ اور ''یا مُعینَ الدین'' کہہ دیں تو اس میں کیا حرج ہے؟

ابلہان را زان کہ دانش نارساست گفتگو ہا بر سرِ حرفِ نداست
بے وقوفوں کی عقل چوں کہ نارسا ہوتی ہے/ اس لیے پکارنے کے لفظ پر بحثیں ہو رہی ہیں

مولوی معنوی عبدالعزیزؒ[4] وان رفیع الدینؒ[5] دانشمند نیز
مولوی معنوی شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے/ اور عالم و فاضل شاہ رفیع الدینؒ نے بھی

شاہ عبدالقادرؒ دانش سگال کاین دو تن را بود در گوہر ہمال
صاحبِ عقل و حکمت شاہ عبدالقادرؒ نے بھی/ جو ان دونوں بزرگوں کے ہم نسب ہیں

بُردنِ نامِ نبی ﷺ و اولیاءؒ خود روا گفتند با حرفِ ندا
نبی کریم ﷺ اور اولیاءؒ کے ناموں کے ساتھ/ حرفِ ندا کا استعمال جائز کہا ہے

چون نگردَد طالبِ دیدارِ دوست شاد از نظارۂ آثارِ دوست
محبوب کے دیدار کا طالب / محبوب کی نشانیاں دیکھ کر بھلا کیسے مسرور نہ ہو؟

ای کہ بُردی بہرہ از خوانِ نبی ﷺ بُردہ ای از یاد احسانِ نبی ﷺ
آپ نے نبی کریم ﷺ کے خوانِ کرم سے فیض پایا ہے / لیکن ان کا احسان بھلا دیا ہے

آمد و آورد پیغام از خدا لوحش اللہ ، مرحبا ، نامِ خدا
وہ تشریف لائے اور خدا کا پیغام لائے / کیا کہنے، ان کی تشریف آوری مبارک، چشمِ بد دور!

جادہِ راہی نمایان کرد و رفت راہ رفتن بَر تُو آسان کرد و رفت
انھوں نے راستہ واضح کیا اور رخصت ہو گئے / انھوں نے آپ کے لیے راہِ سفر آسان کیا اور رخصت ہو گئے

چون تو گی از ناسپاسانیم ما پیروِ ایزد شناسانیم ما
ہم آپ کی طرح ناشکرے تھوڑی ہیں / ہم تو خداشناسوں کے پیروکار ہیں

حق پرستان جُملہ این رَہ رفتہ اند زان کہ با دل ہای آگہ رفتہ اند
سارے خداپرست اِسی راستے پر چلے ہیں / اور وہ اس لیے کہ ان کے دل حقیقت شناس تھے

اصلِ ایمان است طرزِ خاصِ ما خالصاً لِلّٰہ بُوَد اخلاصِ ما
ہمارا شیوہِ خاص ہی جانِ ایمان ہے / ہمارا اخلاص سراسر خدا کے لیے ہے

عُرس و این شمع و چراغ افروختن عُود در مجمر بر آتش سوختن
بزرگانِ دین کا عرس منانا، شمعیں اور چراغ روشن کرنا / انگیٹھی میں خوشبوئیں ڈال کر جلانا

جمع گشتن دَر یکی ایوان ہمی پنج آیت خواندن از قرآن ہمی
کسی ایک جگہ پر اکٹھے ہونا / قرآنِ کریم کا کچھ حصہ تلاوت کرنا

نان بہ نان خواہندگان دادن دگر مُردہ را رحمت فرستادن دگر
روٹی مانگنے والوں کو روٹی دینا / مرحومین کو ایصالِ ثواب کرنا

گر پی ترویحِ رُوحِ اولیاست درحقیقت آن ہم از بہرِ خداست
اگرچہ یہ سب کچھ اولیائے کرام کی روحوں کو راحت پہنچانے کے لیے ہے / لیکن حقیقت میں یہ سب بھی خدا ہی کے لیے ہے

خود حدیث از سرورِ دین ﷺ می رود　　می رود وان گہ بآئین می رود
وہاں خود رسولِ کریم ﷺ کا ذکرِ جمیل ہوتا ہے/ آپ ﷺ کی باتیں ہوتی ہیں اور بہت ادب اور ضابطے سے ہوتی ہیں

سعیِ ما مشکور و نقدِ ما روا　　چیست آن؟ کآن را شماری ناروا
محفلِ میلاد کے سلسلے میں ہمارا عمل قبول ٹھہرتا ہے اور ہمیں اس پر اجر ملتا ہے/ اس میں آخر ایسا کیا ہے جسے آپ ناجائز قرار دیتے ہیں؟

نکہتِ مُوی مبارک[۱] جانفزاست　　با رگِ جانش ہمی پیوند ہاست
رسولِ کریم ﷺ کے مُوئے مبارک کی خوشبو روح پرور ہے/ آپ ﷺ کے جسمِ اطہر سے اس کے گہرے رشتے ہیں

بر تنِ نیکوتر از جان رُستہ است　　لاجَرم از آبِ حیوان رُستہ است
یہ مُوئے مبارک ایسے جسم پر اُگے جو روح سے زیادہ لطیف ہے/ یقیناً آبِ حیات سے ان کی آبیاری ہوئی ہے

دلنشینِ ما بوَد زان رُوی مُوی　　وہ کہ گرداند کسی زان رُوی مُوی
اسی لیے مُوئے مبارک ہمارے دلوں میں جگہ رکھتے ہیں/ حیرت اور افسوس ہے اس پر جو مُوئے مبارک سے مُنھ موڑے

ہر کہ را دل ہست و ایمان نیز ہم　　چون نوَرزَد عشق با نقشِ قدم[۱۱]؟
جو اہلِ دل ہے اور صاحبِ ایمان ہے/ وہ رسولِ کریم ﷺ کے نقشِ قدم سے عشق کیوں نہیں کرے گا؟

در رہِ دین تا قدم بنہادہ اند　　عشق بازان را نشانہا دادہ اند
عاشقوں نے جب دین کی راہ میں قدم رکھا/ تو انھیں بہت سی نشانیاں دی گئیں

بُرد از خویشَم دو صد فرسنگ رشک　　می برَم زین نقشِ پا بر سنگ رشک
مَیں بہت شدید رشک میں مبتلا ہو جاتا ہوں/ اس نقشِ پا کی وجہ سے مجھے پتھر پر رشک آتا ہے

نقشِ پائی کاین چنین اُفتادہ است　　اہلِ دل را دلنشین اُفتادہ است
وہ نقشِ قدم اور ایسا بنا ہوا/ دل والوں کے دلوں میں نقش ہے

وان دگر فرزانۂ قدسی سرشت رہنمائے مسلکِ پیرانِ چشت
اور وہ فرشتہ سیرت مردِ دانا / پیرانِ چشت کے مسلک کے راہ نما

آن کہ شیخِ وقت و خضرِ راہ بود نامِ والاایش کلیم اللہؒ بود
وہی جو اپنے عہد کے شیخِ طریقت اور خضرِ راہ تھے / جن کا نامِ نامی کلیم اللہؒ تھا

گفت استمداد از پیران رواست ہرچہ پیر راہ گوید، آن رواست
انھوں نے بھی فرمایا کہ مشائخ سے مدد طلب کرنا جائز ہے / پیر طریقت جو بھی فرمائے، بجا ہے

کَی غلط گوید چنین روشن ضمیر خُردہ بر قولِ کلیم اللہؒ مگیر
ان جیسا روشن دل بزرگ کہاں غلط کہتا ہے / شاہ کلیم اللہؒ کے قول پر نکتہ چینی نہ کیجیے

ہمچنین شیخ المشائخ فخرِ دینؒ[8] آفتابِ عالمِ علم و یقین
اسی طرح شیخ المشائخ مولانا فخر الدّین دہلویؒ / جو دنیائے علم ویقین کے سورج ہیں

ہم بر این ہنجار و آئین بودہ است شیخِ[9] ما حق گوی و حق بین بودہ است
ان کا مسلک اور معمول بھی یہی تھا / ہمارے پیر و مرشد حق بات کہنے اور حق دیکھنے والے تھے

تا نپنداری ز پیران خواستیم حاجتِ خود را ز یزدان خواستیم
آپ ہرگز یہ نہ سمجھیے کہ ہم مشائخ سے مدد مانگتے ہیں / ہم تو اپنی حاجتیں اللہ ہی سے مانگتے ہیں

لیک در پوزش بہ درگاہِ رفیع ما ہمی آریم پیران را شفیع
لیکن اللہ کی بلند بارگاہ میں سوال کرتے ہوئے / ہم مشائخ کو شفیع بناتے ہیں

این چنین پوزش روا نبوَد چرا؟ بحث با عارف خطا نبوَد چرا؟
عذر خواہی میں ایسا وسیلہ طلب کرنا بھلا کیوں جائز نہیں ہوگا؟ / اہلِ معرفت سے بحث کرنا کیوں غلط نہیں ہوگا؟

وَر سخن دَر مولدِ پیغمبر ﷺ است بزم گاہِ دلکش و جان پرور است
اور اگر موضوعِ بحث محفلِ میلاد ہے / تو وہ ایک دل کش اور روح پرور محفل ہے

اولیاء را گر گرامی داشتیم / نز پیِ رومی و شامی داشتیم

اگر ہم اولیائے کرام کا احترام کرتے ہیں / تو اس لیے نہیں کرتے کہ وہ رومی ہیں یا شامی

از برای آن کہ این آزادگان / از رہِ حق جان بہ جانان دادگان

ہم اس لیے ان کا احترام کرتے ہیں کہ ان سربلند لوگوں نے / راہِ حق پر چلتے ہوئے جان جاں آفریں پر قربان کر دی

از شہودِ حق طرازی داشتند / با خدای خویش رازی داشتند

وہ بزرگانِ دین مشاہدۂ حق کا اسلوب جانتے تھے / اپنے خدا سے راز و نیاز رکھتے تھے

نُورِ چشمِ آفرینش بودہ اند / شمعِ روشن سازِ بینش بودہ اند

یہ لوگ کائنات کی آنکھوں کا نُور تھے / بصیرت کی شمع روشن کرنے والے تھے

حق پرستان را بہ باطل کار نیست / محوِ لیلیٰ را بہ محمل کار نیست

حق پرستوں کو باطل سے کوئی سروکار نہیں ہوتا / جو لیلیٰ میں فنا ہو، اسے محمل سے کچھ لینا دینا نہیں ہوتا

گر نہ از لیلیٰ بوَد دیدار جُوی / کَی بہ محمل آوَرد دیوانہ رُوی

اگر لیلیٰ کے دیدار کی طلب نہ ہوتی / تو عاشق کبھی محمل کا رُخ نہ کرتا

گرچہ با لیلیٰ ست حرف از جان زدن / لیک بر محمل لگد نتوان زدن

اگرچہ لیلیٰ کے ساتھ راز و نیاز ہی مقصود ہے / لیکن محمل کو بھی ٹھوکر تو نہیں ماری جا سکتی

آن ولی دَر یادِ حق مستغرق است / عینِ حق گر نیست، خود محوِ حق است

خدا کا ولی، جو یادِ حق میں ڈوبا ہوا ہے، / اگو بذاتِ خود خدا نہیں ہے، خدا میں محو تو ہے

حق بوَد پیدا نہان دیگر چہ ماند؟ / چون ولی رفت از میان دیگر چہ ماند؟

جب حق ہی ظاہر ہے اور حق ہی باطن تو باقی کیا رہا؟ / جب ولی بیچ میں سے نکل گیا تو پیچھے کیا بچا؟

خیز! تا حدِ ادب داری نگاہ / بی ادب را بَر دَمِ تیغ است راہ [۱۲]

اُٹھیے! دھیان رکھیے کہ ادب ملحوظِ خاطر رہے / بے ادب کا راستہ تلوار کی دھار پر ہے

با ولی آویختی، دیوانہ ای؟ / یا بَر آتش ریختی، پروانہ ای؟

آپ اولیائے کرام سے اُلجھتے ہیں، دیوانے ہوئے ہیں کیا؟ / یا آگ پر گر رہے ہیں، تو کیا پروانے ہیں؟

کی نشیند در دلِ آن بدگُہر   کش دلی از سنگ باشد سخت تر
لیکن اُس بدذات کے دل میں یہ نقش کیسے جگہ بنا سکتا ہے/ جس کا دل پتھر سے زیادہ سخت ہے

بُوی پیراہن زِ مصر آرد صبا   دیدۂ یعقوبؑ ز اُو یابد جلا
ہوا مصر سے یوسفؑ کے پیراہن کی خوشبو لاتی ہے/ تو یعقوبؑ کی آنکھیں اس سے نُور پا لیتی ہیں

بَر رِدا و پیرہن کز مصطفیٰ ﷺ ست   جان نیفشاندن زِ اُمّت کی رواست؟
اُس چادر اور کُرتے پر، جو مصطفیٰ ﷺ کے ہوں/ اُمّت جان قربان نہ کرے، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

در عرب بوده است مُنعم زاده ای   قیس نامی، دل بہ لیلیٰ داده ای
عرب میں قیس نامی ایک رئیس زادہ ہو گزرا ہے/ جو لیلیٰ کا عاشقِ زار تھا

بر سگی کز کُوچۂ لیلاستی   قیس از خویشتش فزون تر خواستی
وہ لیلیٰ کی گلی کے کُتّے کو/ اپنے آپ سے زیادہ چاہتا تھا

می توانی گفت ہان ای تن پرست   پیرِ کنعانؑ بود پیراہن پرست
اے ظاہر پرست! کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں/ کہ حضرتِ یعقوبؑ پیراہن کے پُجاری تھے؟

یا توان گفتن کہ خود چون بوده است   سگ پرستی کیشِ مجنون بوده است
یا یہ کہا جا سکتا ہے کہ کیسی عجیب بات رہی ہو گی/ کہ سگ پرستی مجنوں کا مذہب رہی ہے؟

حاشَ لِلّٰہ! کاین چنین باشد نُورد   رفت از حد سُوءِ ظن، کافر نکرد
توبہ توبہ! ایسا معاملہ قطعاً نہیں رہا/ بدظنی حد سے بڑھ گئی، ایسا تو کافروں نے بھی نہیں کیا

عشق گر با پیرہن وَر با رِداست   نیست بہرِ جامہ، از بہرِ خداست
گُرتے سے عشق ہے یا چادر سے/ تو جنسِ لباس کی وجہ سے نہیں ہے، محض خدا کے لیے ہے

حق فرستاد است بہرِ ما رسول ﷺ   کرده ایم از بہرِ حق دینش قبول
اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے رسولِ کریم ﷺ مبعوث فرمائے/ ہم نے خدا کی خاطر ان کا دین قبول کیا

گر بہ سوی خواجہ ﷺ رُوی آریم ما   دوست از بہرِ حقش داریم ما
اگر ہم سرورِ عالم ﷺ کی طرف رُخ کرتے ہیں/ تو خدا ہی کی خاطر ان ﷺ سے عشق کرتے ہیں

منکرِ اثبات ، گویی نیستم من حریفِ این دو رُویی نیستم
آپ کہتے ہیں کہ آپ اثبات کے منکر نہیں ہیں/ مگر میں یہ دوغلاپن نہیں مانتا ہوں

اولیاء خاصانِ شاہی نیستند؟ یعنی آیاتِ الٰہی نیستند؟
کیا اولیائے کرام بارگاہِ خدا کے مقربین نہیں ہیں؟/ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں نہیں ہیں؟

معجزاتِ انبیاء آیاتِ کیست؟ وین صفت ہارا ظہور از ذاتِ کیست؟
انبیائے کرام کے معجزے کس کی نشانیاں ہیں؟/ ان صفات کا ظہور کس ذات سے ہوا ہے؟

این و آن را ہرزہ انگاری ہمی تا چہ از حق دَر نظر داری ہمی
آپ ان سب باتوں کو خرافات سمجھتے ہیں/ پھر نجانے حق سے آپ کیا مراد لیتے ہیں

چون تُرا انکار تا این غایت است آنچہ پذرفتی ، کدامی آیت است؟
جب آپ کا انکار اس حد تک پہنچ گیا ہے/ تو پھر آپ نے کون سی آیت قبول کی ہے؟

من نہ بد گفتم ، وگر گفتم ، مَرَنج تو کرا بد گفتہ ای ، در دل بسنج
مَیں نے بُرا نہیں کہا، اور اگر کہہ بھی بیٹھا ہوں تو بُرا نہ منائیے/ ذرا دل میں سوچیے کہ آپ نے کس کو بُرا کہا ہے

خواجہِ دنیا و دین ﷺ را منکری زُمرہِ اہلِ یقین را منکری
آپ تو سردارِ دوجہاں ﷺ کے منکر ہیں/ ان بزرگوں کا انکار کرتے ہیں جو مرتبہِ یقین پر فائز ہیں

با دلِ رنجیدہ ای از کینہ پاک منکری را گر بوم منکر ، چہ باک
دُکھے ہوئے دل کے ساتھ، جو کینے سے پاک ہے/ اگر میں کسی منکر کا انکار کروں تو کیا حرج ہے

دردِ دل دَر نظم گفتن نیست بحث من کہ رندم ، شیوہِ من نیست بحث
شاعری میں دل کا دکھ بیان کرنا بحث نہیں ہے/ مَیں کہ ایک رند آدمی ہوں، بحث کرنا میرا شیوہ نہیں

من سُبک رُوحَم ، گران جان نیستم صد نشان پیداست ، پنہان نیستم
مَیں ہلکی پھلکی طبیعت والا ہوں، بوجھل مزاج والا نہیں ہوں/ سیکڑوں نشانیاں ظاہر ہیں، چھپا ہوا نہیں ہوں

نیستی عارف کہ گویم خود مباش   بد مبین و بد مگوی و بد مباش
آپ اہلِ معرفت نہیں ہیں کہ میں آپ سے نفیِ ذات کا کہوں / بُرا نہ جانیے، بُرا نہ کہیے، بُرا نہ بنیے

بد شمردی رہروانِ پیش را   رہروِ چالاک گفتی خویش را
آپ نے پُرانے بزرگوں کو تو بُرا سمجھا / اور خود کو سمجھ دار سالک قرار دیا

گر سفر این است، منزل گہ کجاست؟   لا الٰہ گفتی و اِلّا اللہ کجاست؟
اگر آپ کا سفر یہی ہے تو پھر منزل کہاں ہوگی؟ / آپ نے سب کی نفی تو کر دی، اِثبات کہاں گیا؟

ہست رسم خاص دَر ہر مَرز و بُوم   خود چہ می خواہی ز نفیِ این رسوم؟
ہر خطّے کے کچھ خاص رسوم ہوتے ہیں / آخر آپ اِن رسوم کے انکار سے کیا چاہتے ہیں؟

نفیِ رسمِ کفر ما ہم می کنیم   داد با دانش فراہم می کنیم
کفر کی رسموں کا تو خود ہم بھی انکار کرتے ہیں / انصاف اور شعور کے امتزاج پر کاربند رہتے ہیں

نفیِ کفر آئینِ اربابِ صفاست   نفیِ فیض، ای تیرہ دل! رسم کجاست؟
کفر کا انکار تو پاکیزہ لوگوں کا دستور ہے / لیکن اے تاریک دل لوگو! یہ تو بتاؤ کہ فیض کا انکار کہاں کا شیوہ ہے؟

نفیِ رسم و رَہ ہوا را می کُشد   نفیِ فیض است این کہ ما را می کُشد
رسموں رواجوں کا انکار نفسانی خواہش کو ختم کرتا ہے / مگر فیض کا انکار ہمیں مارے دیتا ہے

اے گرفتارِ خَم و پیچِ خیال   نفیِ بی اِثبات نبوَد جز ضلال
اے وہم و گمان کی بھول بھلیوں میں پھنسے ہوئے لوگو / ایسا انکار، جس کے ساتھ کوئی اقرار نہ ہو، گمراہی کے سوا کچھ نہیں ہے

وَر تو گویی می کنم اثباتِ حق   از چہ رُویی منکرِ آیاتِ حق؟
اور اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ میں خدا کا اقرار کرتا ہوں / تو پھر آپ خدا کی نشانیوں سے انکار کیوں کرتے ہیں؟

دانم از انکار انکار آوَری   پیچشی در زُلفِ گفتار آوَری
میں جانتا ہوں کہ آپ انکار کو نہیں مانتے ہیں / اور بات چیت کی زلفوں کو بے کار اُلجھاتے ہیں

واین کہ می گویی توانا کردگار چون محمد ﷺ دیگری آرد بہ کار
اور آپ کا یہ کہنا کہ خدائے قادر / حضرت محمد ﷺ کا مثیل پیدا کر سکتا ہے

با خداوندِ دو گیتی آفرین مُمتنع نبوَد ظہوری این چنین
دونوں جہان پیدا کرنے والے خدا سے / ناممکن نہیں ہے کہ وہ ان کا مثل ظہور میں لائے

نغز گفتی، نغز تر باید شنفت آن کہ پنداری کہ ہست اندر نہفت
آپ نے خوب کہی، اب اس سے بھی اچھی سُنیے / یہ جو آپ کا گمان ہے کہ ان کا مثیل عدم میں مخفی ہے

گرچہ فخرِ دُودہِ آدم بوَد ہم بہ قدرِ خاتمیّت کم بوَد
اگر چہ وہ فخرِ بنی آدم ہو / لیکن اس میں خاتمیّت کی کمی رہ جائے گی

صورتِ آرایشِ عالم نگر یک مہ و یک مہر و یک خاتم ﷺ نگر
دنیا کی آرائش کی صورت دیکھیے / دیکھیے کہ ایک چاند ہے، ایک ہی سورج ہے اور ایک ہی خاتم المرسلین ﷺ

این کہ می گویم، جوابی بیش نیست مہر و مہ زان جلوہ، تابی بیش نیست
یہ جو کچھ مَیں نے کہا ہے، یہ محض ایک جواب سے زیادہ کچھ نہیں ہے / چاند اور سورج کی حیثیت تو اُن کے جلوے کی ایک جھلک سے زیادہ کچھ نہیں ہے

آن کہ مہر و ماہ و اختر آفرید می تواند مہرِ دیگر آفرید
جس نے سورج، چاند اور ستارے پیدا کیے / وہ ایک اور سورج بھی تخلیق کر سکتا ہے

حق دو مہر از سوی خاور آوَرد کور باد آن کو نہ باور آوَرد
اللہ تعالیٰ مشرق سے دو سورج نکال سکتا ہے / جو اس پر ایمان نہ لائے وہ اندھا ہو جائے

قدرتِ حق بیش از این، ہم بودہ است ہر چہ اندیشی، کم از کم بودہ است
خدا کی قدرت تو اس سے بھی کہیں زیادہ ہے / آپ جتنا بھی سوچیں، وہ کم سے کم ہے

لیک دَر یک عالَم از رُوی یقین خود نمی گنجد دو ختمُ المرسلین
لیکن، یقین کی رُو سے، ایک ہی جہان میں / دو دو ختمُ المرسلین نہیں ہو سکتے ہیں

یک جہان تا ہست، یک خاتم ﷺ بس است　　قدرتِ حق را نہ یک عالم بس است

جب تک ایک ہی کائنات ہے، خاتم الانبیا ﷺ بھی ایک ہی ہیں / خدا کی قدرت ایک جہان پر ختم نہیں ہو گئی

خواہد از ہر ذرّہ آرد عالمی　　ہم بوَد ہر عالمی را خاتمی

وہ چاہے تو ہر ذرّے سے ایک جہان پیدا کردے / اور پھر ہر جہان کا ایک خاتم المرسلین

ہر کُجا ہنگامہِ عالَم بوَد　　رحمۃً لّلعالَمینی ہم بوَد

جہاں کہیں بھی دنیا کی چہل پہل ہو گی / وہاں کوئی رحمتُ للعالمین بھی ہو گا

کثرتِ اِبداعِ عالَم خوب تر　　یا بہ یک عالَم دو خاتَم خوب تر؟

زیادہ سے زیادہ دنیاؤں کی تخلیق کا خیال بہتر ہے / یا ایک دنیا میں دو دو خاتم کا تصوّر؟

در یکی عالَم دو تا خاتَم مجوی　　صد ہزاران عالَم و خاتَم بگوی

ایک جہان میں دو دو خاتمُ المرسلین کی اُمّید نہ رکھیے / یوں کہیے کہ لاکھوں دنیائیں اور اُن کے خاتم

غالبؔ این اندیشہ نپذیرم ہمی　　خُردہ ہم بر خویش می گیرم ہمی

غالبؔ، میرے لیے تو یہ خیال بھی قابلِ قبول نہیں ہے / مَیں خود اپنے آپ پر اعتراض کرتا ہوں

اَی کہ ختمُ المرسلینَش ﷺ خواندہ ای　　دانم از رُوی یقینَش خواندہ ای

یہ جو تم نے انھیں ختمُ المرسلین ﷺ کہا ہے / مَیں جانتا ہوں کہ پورے یقین سے ہی کہا ہے

این ''الف لامی'' کہ استغراق راست　　حکمِ ناطق، معنیِ اطلاق راست

لفظ ''ختمُ المرسلین'' میں الف لام استغراق کا ہے / گویا جتنے بھی رسولؑ ہیں وہ ان سب کے خاتم ہیں، یہ کُلّی حکم ہے

منشاءِ ایجادِ ہر عالَم یکی ست　　گر دو صد عالَم بوَد، خاتم یکی ست

ہر کائنات کا پیدا کرنے والا ایک ہی ہے / اگر دو سو کائناتیں بھی ہوں تو خاتَم ایک ہی ہو گا

خود ہمی گویی کہ نُورش اوّل است　　اَز ہمہ عالَم ظہورش اوّل است

تم خود کہتے ہو کہ آپ ﷺ کا نُور اوّل ہے / ان ﷺ کا ظہور ساری کائنات سے پہلے ہوا

اوّلیت را بوَد شانی تمام   کی بہ ہر فردی پذیرد انقسام
اوّلیت کی اپنی ایک کامل و مکمل شان ہے/ وہ مختلف افراد میں قابلِ تقسیم نہیں ہوتی

جوہرِ کُل بَر نتابد تثنیہ   در محمد ﷺ رہ نیابد تثنیہ
جوہرِ کُل میں دوئی کی گنجایش نہیں ہے/ حضرتِ محمد ﷺ کی ذات میں دوئی کا گزر نہیں ہوسکتا

تا نُورزی اندر امکان ریو و رنگ   حیزِ امکان بوَد بَر مِثل تنگ
جب تک تم امکانِ مثیل کے معاملے میں مغالطے اور فریب سے کام نہ لو/ دائرۂ امکان میں مثیلِ محمد ﷺ کی گنجایش نہیں ہوسکتی

میم امکان اندر احمد ﷺ مُنزوی ست   چون زِ امکان بگزری، دانی کہ چیست
امکان کا میم احمد ﷺ میں گوشہ گیر ہے/ امکان سے گزر جاؤ تو آگے تم جانتے ہی ہو کیا ہے

صانعِ عالَم چنین کرد اختیار   کس بہ عالَم مِثل نبوَد زینہار
خالقِ کائنات نے یہی چاہا/ کہ کائنات میں ہرگز کوئی ان جیسا نہ ہو

این نہ عجز ست، اختیار است ای فقیہ   خواجہ ﷺ بی ہمتا بوَد لا ریبَ فیہ
اے مولانا! یہ خالق کا عجز نہیں، اس کا اختیار ہے/ سرورِ کونین ﷺ بے مثل ہیں، اس میں کوئی شک نہیں ہے

ہر کرا با سایہ نپسندَد خدا   ہمچو اوپی نقش کی بندد خدا؟
خدا نے جس کا سایہ تک پسند نہیں کیا/ وہ ان جیسا کوئی اور بھلا کیوں تخلیق کرے گا؟

ہم گہر مہرِ مُنیرش چون بوَد؟   سایہ چون نبوَد، نظیرش چون بوَد؟
کہاں چمکتا ہوا سورج اور کہاں ان کی اصلِ ذات؟/ جب ان کا سایہ نہیں تو نظیر کیسے ہوگی؟

مُنفرد اندر کمالِ ذاتی است   لاجرم مِثلش مُحالِ ذاتی است
وہ ﷺ اپنے ذاتی کمالات میں یکتا ہیں/ یقیناً ان کا مثیل قطعی طور پر ناممکن ہے

زین عقیدت بر نگردَم، والسّلام   نامہ را در می نوردم، والسّلام
میں اس عقیدے سے رُوگردانی نہیں کرسکتا، والسّلام/ اب اس تحریر کا اختتام کرتا ہوں، والسّلام

حواشی

۱- ۱۱۲۸اشعار پر مشتمل یہ مثنوی ششم، کلیاتِ غالبؔ (فارسی)، مطبع منشی نولکشور، لکھنؤ، بار سوم، ۱۹۲۵ء میں ص ۹۸ تا ۱۰۳ پر موجود ہے۔

اس کے زمانۂ تخلیق اور اسبابِ تخلیق، موضوع کے تعارف اور اس کے بعض نکات کی تائید یا تردید کے حوالے سے، بہتر آگاہی کے لیے مندرجہ ذیل تحریروں کا مطالعہ بہت مفید ہو سکتا ہے:

الف. یادگارِ غالبؔ، مولانا الطاف حسین حالی، ادارہ یادگارِ غالبؔ، کراچی، ۱۹۹۷ء ص ۷۹ تا ۸۲ (مسئلۂ امتناعِ نظیرِ خاتم النبیین)۔ مولانا حالی کی رائے محلِ نظر ہے۔

(ب) ''غالبؔ کی چھٹی فارسی مثنوی'' نیز ''مثنوی نموداریِ شانِ نبوّت وولایت۔ وضاحتیں''، مشمولہ غالبؔ کی چند فارسی تصانیف، ڈاکٹر حنیف نقوی، غالبؔ انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی، ۲۰۰۵ء ص ۱۲۶ تا ۱۳۲، ۱۳۳ تا ۱۴۱۔

(ج) غالبؔ کی فارسی شاعری، تعارف و تنقید، تنویر احمد علوی، غالبؔ اکیڈمی، نئی دہلی، ۲۰۰۷ء، ص ۲۳۱ تا ۲۳۹۔

(د) مثنوی بیانِ نموداریِ شانِ نبوّت وولایت اور غالبؔ کے چند مذہبی معتقدات، مشمولہ: غالبؔ ---فکر و فرہنگ، تحسین فراقی، غالبؔ انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی، ۲۰۱۲ء

اس مثنوی کا کم از کم ایک اُردو ترجمہ بھی ہمارے علم میں ہے:

مثنویاتِ غالبؔ، ظ۔ انصاری، غالبؔ انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی، ۱۹۸۳ء، ص ۹۴ تا ۱۱۰۔

۲- یہ شعر پڑھ کر مثنوی معنوی، مولانا جلال الدین محمد رومیؒ کا درجِ ذیل شعر یاد آ جاتا ہے:

تن زِ جان و جان زِتن مستور نیست
لیک کس را دیدِ جان منظور نیست

مثنوی معنوی مولوی، حامد اینڈ کمپنی، لاہور، دفتر اوّل و دوم، ص ۳۱۔

۲- حضرت خواجہ معین الدین حسن سجزی چشتی اجمیریؒ (۱۱۴۲ تا ۱۲۳۶ء)، برِصغیر میں چشتی سلسلہ

طریقت کے بانی۔

۴- شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ (۱۷۰۳-۶۲ء) کے بڑے بیٹے حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ (۱۷۴۵-۱۸۲۲ء)، نامور عالمِ دین، صوفیِ باصفا، مدرس اور صائب الرّائے دانشور۔

۵- شاہ رفیع الدّین محدّث دہلویؒ (۱۷۵۰ - ۱۸۱۸ء)، شاہ ولی اللہؒ کے صاحب زادے، شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کے بھائی، عربی اور فارسی کے صاحبِ تصنیف عالمِ دین، شاعر۔

۶- شاہ عبدالقادر دہلویؒ (۱۷۵۳-۱۸۱۵ء)، شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ کے صاحب زادے۔ ان کا اُردو ترجمۂ قرآن موضح قرآن کے نام سے، بہت معروف اور مقبول ہے۔

۷- حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادیؒ (۱۶۵۰-۱۷۲۹ء)، عظیم چشتی نظامی شیخِ طریقت، مجدّدِ سلسلۂ چشتیہ، کثیر التّصانیف عالم و عارف۔

۸- حضرت مولانا فخر الدّین فخرِ جہاں دہلویؒ (۱۷۱۷-۱۷۸۴ء)، چشتی نظامی سلسلے کے مشہور روحانی پیشوا، صاحبِ تصنیف محقق، متاخر مغل بادشاہ اور بیشتر امراء انھی کی خانقاہ سے روحانی توسّل رکھتے تھے، بہادر شاہ ظفر نے ان کی بہت عمدہ منقبتیں لکھی ہیں۔

۹- غالبؔ معروف معنوں میں تو چشتی نظامی سلسلۂ طریقت میں مرید نہیں تھے البتہ خانوادۂ خواجہ فخرِ جہاںؒ سے ان کی گہری ارادت مسلّم ہے۔ خواجہ فخرِ جہاںؒ کے پوتے حضرت میاں نصیر الدّین عرف کالے صاحبؒ (متوفی ۱۸۴۵ء) سے غالبؔ کو خصوصی تعلقِ خاطر تھا۔

۱۰، ۱۱- دہلی کی معروف زیارت گاہیں۔

۱۲- یقیناً غالبؔ نے عرفی شیرازی کے مشہور نعتیہ قصیدے کا مقطع پیشِ نظر رکھا ہے:

عرفی! مشتاب، این رہِ نعت است، نہ صحراست　　آہستہ، کہ رہ بر دمِ تیغ است قدم را